

اقبال اور ابن عربی

از: مولانا محمد عبدالسلام خاں صاحب، رام پور

نوٹ: یہ مضمون دسمبر ۱۹۴۳ء میں لکھا اور "یوم اقبال راسپور" منعقدہ مئی ۱۹۴۵ء میں پڑھا گیا۔ گویا اس موضوع پر یہ سب سے پہلا مضمون ہے۔ (عاشی زادہ)

انگلستان کے مشہور مستشرق ڈاکٹر نکلسن نے جنھیں مسلم ارباب فکر خصوصاً صوفیاء کے خیالات پر براہ راست اور ماہرانہ عبور ہے ترجمہ "اسرار خوری" کے دیباچے میں بیان کیا ہے کہ۔

"اقبال کا فلسفہ بڑی حد تک نٹشے اور برگساں سے ماخوذ ہے"

میرے مخلص دوست جناب چھوٹے لال جوہری صاحب نے ڈاکٹر نکلسن کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اقبال کے فلسفہ کے سلسلے میں صرف مغربی فلسفیوں کو سامنے رکھنا اور انھیں کے انکار کو اقبال کے فلسفہ کا ماخذ قرار دینا "فلسفہ عجم" کے مصنف کے ساتھ بڑی نا انصافی ہے۔ تاہم یہ نظر مقالے سے مقصود اقبال کے تقابلی مطالعے کے ساتھ ساتھ چھوٹے لال جوہری صاحب کی مذکورہ رائے کی تائید بھی ہے۔ اس موقع پر میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اقبال اور ابن عربی کے بعض خیالات میں ہم آہنگی دکھانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں ابن عربی کے خیالات کو اقبال کا ماخذ سمجھتا ہوں۔ ڈاکٹر نکلسن کے بقول محض افکار کی مشابہت اخذ و اقتباس کی دلیل نہیں ہوتی۔ آئیہ کہ تاریخی شہادتیں کسی ایک کو دوسرے کا ماخذ ثابت کر دیں گے۔ (۲)

ابن عربی مسلم متصوفین میں پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے اسلامی افکار کی وحدت و توحید کے تحت تشریح کی ہے۔ اور اس نظریہ کو ایک نظام کی صورت میں مرتب کیا ہے۔

لے ملاحظہ ہو رسالہ پیغام حق لاہور باب ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء تک تاریخ ادبیات عرب ص ۳۳۴۔

اگرچہ شیخ کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ کوئی ان کو ملحد اور کافر کہتا ہے کوئی ان کو قطب اور ولی اللہ مانتا ہے۔ بعض بزرگ ان کے حق میں سکوت بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کی شخصیتی عظمت، ماہرانہ وسعتِ نظر اور غیر معمولی ذکاوت کا تعلق ہے کسی کو اختلاف نہیں۔ محمد بن علی بن محمد نام ہے۔ محی الدین لقب، ابن عربی کینت اور حاتمی طائی نسبت ہے۔ شیخ اکبر اور ابن عربی کے ساتھ مشہور ہیں۔ دو شنبے کے روز، ۱۱ رمضان ۵۵۴ھ کو مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ سات آٹھ سال کی عمر میں ایشیلیہ آئے اور یہاں مروجہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کچھ زمانہ تک والی اندلس کے کاتب رہے ۵۹۱ھ میں حج کے ارادے سے مشرقِ کارخ گیا اور پھر کسبھی مغرب کی صورت نہ دیکھی مصر، حجاز، بغداد، موصل اور ایشیاء کوچک کی سیاحت کمتے رہے۔ اس دوران میں افادے، استفادے اور تصنیف و تالیف کا شغل بھی جاری رہتا تھا۔ ۲۸ ربیع الاخر ۳۱۵ھ پنج شنبہ کی رات کو دمشق میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ کوہِ ناشیون کے دامن میں دفن ہوئے۔ یہ مقام اب صالحیہ کہلاتا ہے۔ مشہور ترکی فاتح سلطان سلیم خاں نے اس پر عمارت تیار کرا دی اور اس کے لیے وقف مقرر کر دیا۔ آج کل شیخ کی قبر عام زیارت گاہ ہے۔ خلفِ علوم و فنون میں شیخ کی سیکڑوں مخفروں اور طویل کتابیں اور رسائل ہیں۔ ان میں نصوص الحکم اور فتوحات مکیہ خاص طور پر مشہور ہیں اقبال اور ابن عربی کے بعض اہم مابعد الطبیعیاتی خیالات ہیں غیر معمولی مشابہت ہے لیکن یہ مشابہت زیادہ بنیادی نہیں دونوں کے نظام فکر الگ الگ ہیں۔ اقبال نے زندگی کی توجیہ حرکت سے کی ہے۔ اس میں خالق اور مخلوق، جوہر اور عرض کسی کا بھی استثناء نہیں۔ ابن عربی کے نزدیک زندگی کی بنیاد ایک جہول الکنہ حقیقت ہے۔ اقبال کے نظام میں خودی یا انانیت اور شخصیت کو خصوصی اہمیت ہے۔ ابن عربی کے نصوص میں اس کا کوئی خاص درجہ نہیں۔ اقبال ذات باری کو متعین شخصیت تسلیم کرتے ہیں۔ اور ابن عربی مرتبہ ذات کو جہول الکنہ مطلق اور مبہم وحدت اقبال کے نزدیک کائنات مجہول ہے۔

منفرد شخصیتوں کا اور ابن عربی کے نزدیک مبہم اور مطلق ذات کے تعینات اور تخصیصات کا علاوہ ارسن کائنات خصوصاً انسانی وظائف حیات کے متعلق دونوں کے زاویہ نظر مختلف ہیں۔ تنازع بلقا اور علی جدوجہد اقبال کے فلسفے کا اہم جز ہے۔ ان کے نزدیک زندگی کے میدان میں تصادم اور تنازع خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اقبال کا فلسفہ ہی عل اور جدوجہد کا فلسفہ ہے ابن عربی کے یہاں جدوجہد اور حیات کے لیے تنازع اور تضاد کوئی خصوصی حیثیت نہیں رکھتے۔ ان اساسی اختلافوں کے باوجود دونوں کے نظام میں بعض اہم خصوصیتیں مشترک بھی ہیں۔ مثلاً دونوں کے خیالات اور نظریات کی بنیاد مادی اور طبیعیاتی تجربوں کے بجائے وجدانی یا روحانی تجربات حیات پر ہے۔ دونوں نے اپنے اپنے عہد کے طبیعیاتی نظریوں سے چشم پوشی کرنے کے بجائے ان کو اپنے اپنے نظام میں جذب کر لینے کی کوشش کی ہے۔ دونوں کے افکار کی بنا پر روحانی اور وجدانی تجربات پر ہے۔ کائنات اور حیات کی اصل اور جوہر دونوں کے نزدیک ایک قسم کی روحانیت ہے۔ طبیعیاتی یا مادی نظریوں کو دونوں نے پیش نظر رکھا ہے اس لیے دونوں نے مادہ اور مادیت کی واقعیت تسلیم کی ہے اور طبیعیاتی علل و اسباب کی اہمیت کو مانا ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ مادیت کے علم برداروں کی تقلید میں ان کو اساسی حیثیت نہیں دی ہے۔

اقبال اور ابن عربی کی عام خصوصیات سمجھنے کے لیے غالباً مذکورہ بالا بیان کافی ہے ذیل میں دونوں نظاموں کے متشابہ مابعد الطبیعیاتی خیالات مع ان کے باہمی امتیازات کے پیش کیے جاتے ہیں:-

ذات باری کائنات اور تخلیق

اقبال کے نزدیک ذات باری متعین شخصیت ہے جس میں شعور، ارادہ اور با مقصد مصلحت سب شامل ہیں۔ یہ ذات لامحدود اور غیر متناہی تخلیقی امکانات پر مشتمل ہے۔ یہ امکانات خود

باری تعالیٰ کے افعال و شئون ہیں۔ جو اس کی ذات میں پوشیدہ ہیں۔ ان افعال و شئون کو پانچ امکانات کو علم و ارادے کے ساتھ ظاہر کر دینا اور موجود بنانا بنا نعلق اور آمیزش ہے۔

آفریدن جستجوئے دلبرے و انمردن خویش را بر دیگرے۔

ایں ہمہ ہنگامہ لے است و بود بے جمال مانیاید در وجود

ہی افعال و شئون ظاہر اور موجود ہوجانے کے بعد کائنات ہے۔

کعبہ خاکے کہ دارم از در اوست گل در سحائم از ابر تر اوست

رہن "رامی شناسم من نہ" اور "دلے دانم کہ" من "اند بر اوست

اشیاء یا موجودات وجود سے پہلے اپنی امکانی حیثیت میں بھی باہم و گرتا ہیں مگر ان کا امتیاز کمیت اور مقدار کے اعتبار سے نہیں ہے کیوں کہ قبل از وجود کمیت اور مقدار رکھنے کے کوئی معنی نہیں۔ ان کی حیثیت باری تعالیٰ کے لیے کیفیات کی سی ہے۔ اور ان کا باہم و گرتا امتیاز اور فرق محض کیفی ہے۔

ابن عربی ذات باری کو مہول الکنہ اور مبہم و مطلق حقیقت مانتے ہیں، ہر قسم کے اعتبارات اور تعینات سے بلند ہے۔ یہ ذات اپنے تنزیلات کے اعتبار سے مختلف صفات اور تعینات کی حامل ہے۔ ذات کے یہ تعینات و صفات ذات کے افعال و شئون ہیں۔ کائنات بھی باری تعالیٰ کے شئون اور افعال یا اس کے تعینات سے علیحدہ کوئی شے نہیں ہے۔ یہ افعال و شئون اپنے موجود ہونے سے پہلے امکانات کی صورت میں ذات باری میں مضمر اور ثابت ہیں ان کا ثبوت ایک قسم کا علمی ثبوت ہے گویا یہ اشیا کی علمی صورتیں ہیں۔ ان علمی صورتوں کو شیخ "اعیان ثابتنہ" کہتے ہیں۔

۱۔ مقدمہ اسرار خودی "انگہ نزی من" ص ۱۷۔ خطبات ص ۷۵، ۸۱، ۸۲، ۸۴، ۸۵، ۹۰، ۹۳، ۹۹، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸۔

۲۔ خطبات ص ۱۸، ۱۹، ۱۰۹۔ ۳۔ ایضاً ص ۶۵۔ ۴۔ فتوحات مکیہ جز اول ص ۱۳۱۔ ۵۔ نصوص حکم

نص الکلمۃ الایمان فی الحکمتۃ الایمان، نص الکلمۃ الثقلیہ فی الحکمتۃ الشیعیہ، کتاب الجواب عن المسائل المنصوریہ سوال ۶۳۔

موجود ہونے سے پہلے ایمانِ ثابتہ کی کوئی مقدار اور کیت نہیں۔ بلکہ ان کی حیثیت کیفیات کی سہی ہے۔ یہ ایمان اپنی اس کیفی حیثیت میں بھی باری تعالیٰ کے لیے ممتاز ہیں جہاں تک اپنے آپ کے لیے ان کے ممتاز ہونے کا تعلق ہے وہ ان کے موجود ہونے پر منحصر ہے۔ ایمان ثابتہ کا ظاہر اور موجود ہونا باری تعالیٰ کے ارادے اور علم پر موقوف ہے۔ باری تعالیٰ کا اپنے علم و ارادے کے تحت ان کو ظاہر کر دینا اور موجودہ بنا دینا مطلق اور آفرینش ہے۔ اقبال اور ابن عربی دونوں قائل ہیں کہ باری تعالیٰ کے ظاہر ہونے کے معنی یہی ہیں کہ اس کے افعال اور شئون ظاہر ہو جائیں۔ کیوں کہ یہ پوشیدہ صلاحیتیں اور امکانات جن پر ذاتِ مشتمل ہے ذات کی اپنی صلاحیتیں ہیں۔ جو خارجی عالم میں موجود ہوگی کائنات کہلاتی ہیں۔ لہذا ان کا ظاہر ہونا خود ذات کا ظاہر ہونا ہے۔ اقبال اور ابن عربی دونوں قائل ہیں کہ یہ ظہور یا اظہار ذات کا اپنا ذاتی تقاضا ہے۔

حق ہوید اباہمہ امرار خویش بانگاہ من کند دیدار خویش

وجود کیا ہے فقط جو ہر خودی کی نمود کرا اپنی فکر کہ جو ہر ہے بے نمود ترا

کائنات میں تغیر اور حرکت

اقبال اور ابن عربی دونوں کائنات کو جامد اور ٹھیرا ہوا نہیں سمجھتے۔ بلکہ کائنات اور اس کی ہر چیز لامحدود تغیرات اور ان گنت تبدیلیوں کا ایک سلسلہ ہے۔

اے من دو تو مجھے آزاد و حیات ہر نفس دیگر شود این کائنات

۱۰ فتوحات جزمومہ ص ۱۱۔ کتاب الاجویہ سوال ۵۸۔ ۱۱ فتوحات جزمومہ ص ۱۳۱۔ ۱۲ فتوحات جزمومہ ص ۱۳۱۔ ۱۳ خطبات ص ۲۵۳۔ ۱۴ خطبات ص ۲۵۳۔ ۱۵ کتاب الاجویہ سوال ۵۸۔ رسالہ الاحدیۃ فصوص، المکتبۃ الایمانیہ فی المکتبۃ الایمانیہ، فتوحات جزمومہ ص ۱۳۱۔ ۱۴۔

زندگانی انقلاب ہر دمے است نہ تو نگہ ہو اندر سر سرخِ عالمے است
 اقبال کہتے ہیں کہ تغیر اور تبدیلیاں ارتقائی ہیں یعنی کائنات کو مسلسل بہتری اور
 برتری کی طرف بڑھانے لیے جا رہی ہے۔ کائنات ناقص سے کامل اور اکمل سے کامل کی
 طرف حرکت کر رہی ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید کہ آ رہی ہے دماد م صدائے کن کن کیوں؟
 ابن عربی نے جہاں تک میری محدود تلاش اور تفرص کا تعلق ہے کائنات کی تبدیلیوں
 اور تغیروں کے ارتقائی ہونے کی صراحت نہیں کی ہے۔ لیکن جیسا کہ آئندہ آئے گا وہ عالم
 آخرت کو کائنات کے سلسلہ تغیرات کی ہی ایک کڑی مانتے ہیں۔ اور عالم آخرت کا دنیا کے
 مقابلے میں برتر اور بہتر ہونا عالم مسلمہ عقیدہ ہے اس لیے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ کائنات
 کی تبدیلیوں اور تغیروں کا ارتقائی ہونا ان کو بھی تسلیم ہے ہاں ان تغیروں اور تبدیلیوں
 کی نوعیت دونوں کے یہاں الگ الگ ہے۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ عالم کا جوہر اور مادہ
 یکساں قائم اور باقی رہتا ہے۔ اور اس پر مختلف صورتیں مسلسل آن بعد آن آتی جاتی
 رہتی ہیں۔ پہلی صورت فنا ہو جاتی ہے۔ اور دوسری نئی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا نام
 ”کون و فساد“ ہے۔ اقبال کے نزدیک کائنات نام ہے فقط حرکت کا۔ کائنات کی اصل
 اور اس کا جوہر اور مادہ حرکت ہے اور بس اس کو یا اس کے مادے کو جاہد شیئے سمجھنا فکر
 کا قصور ہے۔

زندگانی از خرامِ پیہم است	برگ و سازِ استی موجِ اُزرم است
فکرِ خام تو گر اں خیز است دنگ	نہت گل بست بر پردازِ رنگ
زندگی مرغِ نشین ساز نیست	خاطرِ رنگت و جیزِ پرداز نیست

۱۔ خطبات ص ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹،

چنانچہ ان کے نزدیک کسی مادے یا جوہر کے تاہم اور باقی رہنے کے اور اس پر صورتوں یا اعتراض کے سلسلے پیدا یا فنا ہوتے رہنے کے کوئی معنی نہیں۔ تفسیر کی حقیقت اتنی ہے کہ زندگی اور وجود کی ہر چیز جو آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ اور نئے نئے عالم ظہور پذیر یا پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔

جہاں اور کبھی ہیں ابھی بے نمود کہ خالی نہیں ہے ضمیر و وجود

ٹھہرنا نہیں کاروانِ وجود کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
تفسیر کی یہ نوعیت ماننے کی وجہ سے اقبال کے نزدیک کائنات میں کسی چیز کا اعادہ
اور کسی قسم کی تکرار ممکن نہیں ہے۔

پسیت آئیں جہاں رنگ و بلور جز کہ آبِ رفتہ می ناید بجز
زندگانی را سر تکمہ از نیست فطرت او خوگر تکمہ از نیست
ابن عربی کے نزدیک اعادہ اور تکرار ممکن ہے۔ لیکن اتنا انہیں بھی تسلیم ہے کہ
اعادے اور تکرار کا امکان محض عقلی اور منطقی امکان ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اعادے
اور تکرار کا وقوع کبھی نہیں ہوتا بلکہ کائنات میں جدید تخلیق کا عمل جاری ہے۔ ہمیشہ نئی
نئی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔

کائنات میں حیات اور شعور

ہوں کہ ابن عربی قائل ہیں کہ کائنات باری تعالیٰ کا ظہور اور تجلی ہے۔ کائنات
کا وجود خود باری تعالیٰ کا وجود ہے۔ اور حیات باری تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔ لہذا کائنات
میں کوئی نوع، کوئی صنف اور کوئی فرد حیوانات سے تعلق رکھتا ہو یا نباتات و جمادات سے

لہ خطبات ص ۱۷۹۔ ۱۸۰ ایضاً ص ۶۸ مقدمہ ص ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵ فتوحات بجز اول ص ۱۳۶۔

حیات و شعور سے خالی نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کی زندگی ہمیں محسوس نہ ہو۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ہر شے اس مقصد کو سمجھتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کی گئی ہے اور پورا کرتی ہے۔ اس سے شیخ کے نزدیک فقط انسان اور جنات مستثنیٰ ہیں اگر کائنات میں سے کسی ایک شے کی بھی زندگی کو تسلیم نہ کیا جائے۔ تو اس کی ہستی کا باری تعالیٰ کی زندہ ہستی سے کوئی تعلق قائم نہیں رہتا حالانکہ باری تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ شیخ کے نزدیک کائنات کی کوئی ہستی نہیں اور جوں کہ علم و شعور لازماً حیات ہیں لہذا ہر شے زندہ ہونے کے ساتھ ساتھ باشعور بھی ہے۔

اقبال کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے افعال حرکتوں کی صورت میں مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں یہ حرکتیں جمعیتی ہیں جن سے اور دوسرے افعال یا حرکتیں ظہور پذیر ہونے لگی ہیں۔ ان حرکتوں کے اختلاط اور ترکیب سے ہی کائنات کا ظہور ہوا ہے اس میں مادہ بھی شامل ہے اور روح بھی۔

گم شدہ اندر ضمیر کائنات چوں رباب آمد بچشم من حیات
آنکہ ہر تارش ربابِ دیگرے ہر نوازِ دیگرے تو نہیں ترے
ماہمیک دور مانو نارو نور آدم و مہرور و جبریل و حور
وہ کہتے ہیں کہ "فطرت یا نیچر کو زندہ یاد انچی اور بڑھتی ہوئی عضویت سمجھنا چاہیے" ان کے نزدیک "فطرت یا نیچر جیسا کہ عام مادیں کا خیال ہے" خالص مادیت کا تودہ نہیں جو عالم کے خلا برسیط کو پرکئے ہوئے ہے۔ نیچر اور فطرت حقیقتاً خود واقعات کی ایک تالیف ہے اور کردار کا ایک مضبوط طرز اور اپنی اس حیثیت کی بنا پر انامطلق کا ایک عضوی جزو ہے۔

۱۔ فتوحاتِ جزو سوم ص ۳۲۳۔ ایضاً جزو دوم ص ۳۵۷۔ ۲۔ خطبات ۶۹۔

۳۔ خطبات ۶۶، ۷۷۔

روح اور مادے کی نزہت ایک ہی ہے دونوں میں محض منفی فرق ہے دونوں کی تالیف یکساں ہے جو ایک کے عناصر ہیں دوسرے کے چنانچہ نہ جسم کوئی ایسی شے ہے جو غلام عالم میں معلق ہو اور نہ جان جسم کی کائنات میں حیثیت کیا ہے؟ "وہ واقعات یا افعال کا ایک نظام ہے" جان یا انا یا ہمارے شعور اور تجربات کا ایک خصوصی نظام اس کی حیثیت کیا جسم سے کچھ مختلف ہے؟ اقبال کا جواب ہے کہ نہیں بلکہ وہ بھی افعال کا ہی ایک نظام ہے۔ جسم اور جان میں بس اتنا فرق ہے کہ "جسم ایک مجتمع فعلیت ہے" اور شعور کا ایک جامد عنصر ہے۔ مزید برآں اقبال مادہ اور روح دونوں کی واقعیت تسلیم کرتے ہیں۔ اور واقعیت کا دار و مدار شعور پر ہے ان کے نزدیک "صرف وہی نئے واقعیت رکھتی ہے جس کو اپنی واقعیت کا براہ راست شعور ہو" یہ صحیح ہے کہ واقعیت ایسی صفت نہیں جو کائنات کی ہر چیز میں یکساں اور مساوی طور پر پائی جائے۔ بعض چیزیں زیادہ واقعی ہوتی ہیں اور بعض کم اس زیادتی اور کمی کی بنیاد شعور کی کمی اور زیادتی پر ہے۔ کائنات کی اس تشریح کے مطابق اقبال کے نزدیک بھی کائنات کے ہر مظہر یا ہر شے کو کم و بیش حیات و شعور پر مشتمل ہونا چاہیے۔ کیوں کہ وہ ایک ہی خلاق اور زندہ حرکت یا فعلیت کا تالیفی حصہ ہے جو مسلسل رواں ہے۔ علاوہ ازین چوں کہ اقبال کے نزدیک بھی کائنات حقیقتاً باری تعالیٰ کی ہستی کی تجلی اور اس کا ظہور ہے۔ ایک کی ہستی دوسرے کی ہستی سے الگ نہیں فقط خارجی اور داخلی حیثیت کا فرق ہے۔ باری تعالیٰ حیات صرف اور شعور محض ہے اس لیے کائنات یا اس کے کسی جز سے حیات یا شعور کو کس طرح علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔

خودی را از وجود حق وجودے خودی را از نمود حق نمودے
نمی دانم کہ این تابندہ گو ہر کجا بودے اگر دریا نبودے

۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ -

۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ -

کائنات کا حدوث و قدم

اقبال اور ابن عربی دونوں عمل تخلیق کو ازلی اور ابدی تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا اس کے اثر یعنی کائنات کا ازلی اور ابدی ہونا ناگزیر ہے۔ نہ جانب ماضی میں کوئی ابتداء ہے اور نہ سمت استقبال میں کوئی انتہا۔ کائنات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہی رہے گی۔

زخضر ایس نکتہ نادر شنیدم کہ بحر از موج خود دیرینہ تر نیست کائنات جو دونوں کے نزدیک باری تعالیٰ کا ظہور اور اس کی تجلی ہے باری تعالیٰ ذاتی خواہش کا معلول اور نتیجہ ہے۔ اس ضمن میں وہ امکانات اور صلاحیتیں بھی جن پر باری تعالیٰ کی ذات مشتمل ہے۔ خود نمائی اور ظہور کو چاہتی ہیں کیوں کہ خود نمائی اور مظاہرہ ہر شے کی فطرت ہے۔

نہ کر محکمہ فراق و آشنائی کہ اصل زندگی ہے خود نمائی

تار و پود ہر وجود از رفت و بود ایس ہمہ ذوق نمود از رفت و بود چنانچہ نہ ذات باری سے اس کی ذاتی خواہش الگ ہو سکی ہے اور نہ صفت تخلیق میں کبھی تعطل آ سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ دونوں قائل ہیں کہ یہ تخلیقی عمل باری تعالیٰ کے ارادے اور علم کے تحت واقع ہوتا ہے۔ ہاں باری تعالیٰ کے مرتبہ ذات میں کائنات کے وجود کا کوئی قائل نہیں۔ ذات یا اس کی ایک حیثیت محض صلاحیتوں اور امکانات پر مشتمل ہے۔ جو اجمالی و خود رکھتے ہیں اور امکانات کے محض اجمالی وجود کا نام کائنات نہیں۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ کائنات اپنی مجموعی اور کلی حیثیت میں قدیم ہے جہاں تک اسکے

